بیان الفوائد

فی حل

شرح العقائد

مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی
استاذ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ سید احمد شہید

المیزان

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان

سلسلہ مطبوعات - ۱۶

سن اشاعت ۲۰۰۴ء

محمد شاہد عادل نے

حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اُردو بازار لاہور سے شائع کی۔

بیان الفوائد
فی
حل شرح العقائد

علم کلام میں علامہ تفتازانی کی شاہکار تالیف "شرح عقائد نسفی" کی ایسی اردو شرح جس میں
عبارت حل کرنیکے ساتھ تمام مشکل بحثوں کو ممکن حد تک آسان کرنیکی کوشش کی گئی ہے

حصہ دوم

تالیف

مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی

استاذ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ سید احمد شہید

بالمقابل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

جن میں تاویل کا کوئی احتمال نہیں، اس لئے کہ ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول کی صریح تکذیب ہے لہٰذا اگر کوئی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگائے تو وہ کافر ہوگا اس لئے کہ ان کی براءت اور عفت کے سلسلہ میں سورۂ نور میں متعدد آیات نازل ہوئی ہیں اور ”اولٰئک مبرّؤن“ جیسے صریح لفظوں میں ان کی براءت ظاہر فرمائی ہے۔ اسی طرح جس فعل کا گناہ ہونا دلیلِ قطعی سے ثابت ہے خواہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، اس کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے کیونکہ ایسا کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اس کو حرام بتلانے میں شارع کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھتا ہے اور شارع کی تکذیب کفر ہے۔

قولہ: وعلٰی ھٰذہ الاصول الخ یعنی علماءِ ماوراء النہر کے فتاویٰ میں جو ذکر کیا گیا ہے وہ ان ہی مذکورہ اصول پر متفرع ہے اور وہ مذکورہ اصول یہ ہیں (۱) کسی گناہ کو حلال سمجھنا کفر ہے (۲) گناہ کو ہلکا اور معمولی سمجھنا کفر ہے (۳) شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

قولہ: وکذا لو جلس الخ فتاویٰ میں اس طرح مذکور ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ایسا واقعہ پیش آیا ہو اور اس کے بارے میں کسی نے مفتی سے استفتاء کیا ہو۔

وَالْیأْسُ مِنَ اللّٰہِ تعالٰی کفر لانہ لا ییأس من روح اللّٰہ الا القوم الکافرون، وَالْاَمْنُ من اللّٰہ تعالٰی کفر لانہ لا یامن من مکر اللّٰہ الا القوم الخاسرون، فان قیل الجزم بان العاصی یکون فی النار یأس من اللّٰہ، وبان المطیع یکون فی الجنۃ أمن من اللّٰہ تعالٰی، فیلزم ان یکون المعتزلی کافرًا مطیعًا کان او عاصیًا، لانہ إما آمن او آئس، ومن قواعد اھل السنۃ والجماعۃ ان لا یُکفَّر احد من اھل القبلۃ، قلنا ھٰذا لیس بیأس، وَلا أمن، لانہ علٰی تقدیر العصیان لا ییأس ان یوفّقہ اللّٰہ تعالٰی للتوبۃ والعمل الصالح، وَعلٰی تقدیر الطاعۃ لا یامن من ان یخذلہ اللّٰہ تعالٰی فیکتسب المعاصی، وبھٰذا یظھر الجواب لما قیل ان المعتزلی اذا ارتکب کبیرۃ لزم ان یصیر کافرًا لیأسہ من رحمۃ اللّٰہ وَلاعتقادہ انہ لیس بمؤمن وذالک لانا لا نسلم ان اعتقاد استحقاقہ النار یستلزم الیأس وان اعتقاد عدم ایمانہ المفسر بمجموع التصدیق والاقرار والاعمال بناء علٰی انتفاء الاعمال یوجب الکفر، والجمع بین قولھم لا یکفر احد من اھل القبلۃ، وقولھم یکفر من قال بخلق القرآن او استحالۃ الرؤیۃ او سبّ الشیخین او لعنھما، وامثال ذالک مشکل۔

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ سے مایوسی کفر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بے خوفی کفر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہیں پس اگر کہا جائے کہ اس بات کا یقین کہ عاصی جہنم میں ہوگا اللہ سے ناامیدی ہے۔ اور اس بات کا یقین کہ مطیع جنت میں ہوگا اللہ تعالیٰ سے بے خوفی ہے۔ تو لازم آئے گا کہ معتزلی کافر ہو خواہ وہ مطیع ہو یا عاصی ہو۔ اس لئے کہ وہ یا تو بے خوف ہوگا (مطیع ہونے کی صورت میں) یا ناامید ہوگا (عاصی ہونے کی صورت میں) حالانکہ اہل السنت والجماعت کے قواعد میں سے یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے۔ ہم کہیں گے کہ یہ ناامیدی نہیں ہے اور نہ بے خوفی ہے اس لئے کہ وہ عاصی ہونے کی صورت میں اس بات سے ناامید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو توبہ اور نیک عمل کی توفیق دیدے۔ اور مطیع ہونے کی صورت میں اس بات سے بے خوف نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دے پس وہ معاصی کا ارتکاب کرنے لگے اور اسی سے اس اعتراض کا جواب ظاہر ہو جاتا ہے جو یوں بیان کیا جاتا ہے کہ معتزلی جب کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے تو لازم ہوگا کہ وہ کافر ہو اللہ کی رحمت سے اپنے ناامید ہونے اور اپنے بارے میں یہ عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کہ وہ مومن نہیں ہے۔ اور یہ (جواب کا ظاہر ہونا) اس لئے ہے کہ ہم یہ بات نہیں مانتے کہ اپنے مستحق نار ہونے کا اعتقاد ناامید ہونے کو مستلزم ہے۔ اور اس بات کو بھی نہیں مانتے کہ ایمان بمعنی تصدیق اور اقرار اور اعمال کے مجموعہ کے نہ ہونے کا اعتقاد اعمال کے منتفی ہونے کی بناء پر کفر کو واجب کرتا ہے اور مشائخ کے اس قول کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے۔ اور ان کے اس قول کے درمیان کہ خلق قرآن اور استحالۂ رویت باری یا سب شیخین یا لعن شیخین وغیرہ کے قائل کی تکفیر کی جائے۔ تطبیق مشکل ہے۔

تشریح قولہ، فان قیل الخ معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ مطیع کو جنت میں اور عاصی کو جہنم میں داخل کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اس لئے اعتراض وارد ہوتا ہے کہ معتزلی اگر مطیع ہوگا تو اسے اپنے جنت میں داخل کئے جانے کا یقین ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب سے بے خوف ہوگا۔ اور اگر عاصی ہوگا تو اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہوگا اور وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوگا۔ اور مصنف کے بقول اللہ کی رحمت سے مایوسی اور اس کے عذاب سے بے خوفی دونوں باتیں کفر ہیں۔ پھر تو معتزلی کو ہر حال میں کافر کہنا چاہیے۔ حالانکہ اہل السنت والجماعت کے قواعد میں سے ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنا چاہیے۔

شارح رحمۃ اللہ علیہ نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ معتزلی نہ تو عاصی ہونے کی صورت میں اللہ کی رحمت سے مایوس ہے اور نہ مطیع ہونے کی صورت میں اللہ کے عذاب سے بے خوف ہے۔ کیونکہ عاصی ہونے کی صورت میں وہ اس بات سے مایوس نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو توبہ اور نیک عمل کی توفیق دیدیں اور مطیع ہونے کی صورت میں اسے یہ خوف لاحق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے نیک عمل کی توفیق سلب کرلیں جس کی وجہ سے وہ گناہ میں مبتلا ہو جائے۔

قولہ، والجمع بین قولھم الخ یعنی ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے۔ اور دوسری جانب یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن کو مخلوق کہنے والے اور جنت میں اللہ کی رویت کو محال کہنے والے اور شیخین پر سب وشتم کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی۔ ان دونوں قولوں میں تناقض ہے۔ تطبیق مشکل ہے لیکن یہ اشکال متعدد طریقوں سے دور کیا گیا ہے (۱) کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کرنا شیخ اشعری اور ان کے متبعین کا قول ہے اور ملتقی میں امام اعظم ابو حنیفہؒ سے بھی یہی منقول ہے اور مذکورہ لوگوں کی تکفیر فقہاء کا مذہب ہے اور جب قائل ہر قول کے مختلف لوگ ہیں تو کوئی تناقض نہیں (۱) مذکورہ لوگوں کی تکفیر حقیقت پر محمول نہیں بلکہ تہدید اور تغلیظ پر محمول ہے۔

وتصدیق الکاھن بما یخبرہ عن الغیب کفر لقولہ علیہ السلام من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل اللہ تعالیٰ علی محمد، والکاھن ھو الذی یخبر عن الکوائن فی مستقبل الزمان ویدعی معرفۃ الاسرار ومطالعۃ علم الغیب، وکان فی العرب کھنۃ یدعون معرفۃ الامور۔ فمنھم من کان یزعم ان لہ رئیا من الجن وتابعۃ یلقی الیہ الاخبار، ومنھم من کان یزعم انہ یستدرک الامور بفھم اعطیہ والمنجم اذا ادعی العلم بالحوادث الآتیۃ فھو مثل الکاھن، وبالجملۃ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالیٰ، لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ او الھام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ، وارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذالک، ولھذا ذکر فی الفتاویٰ ان قول القائل عند رویۃ ھالۃ القمر یکون مطر مدعیا علم الغیب لا بعلامۃ یکفر۔

ترجمہ اور ایسی بات میں کاہن کی تصدیق کرنا جس کی وہ غیب کے بارے میں خبر دے کفر ہے۔ نبی علیہ السلام کے ارشاد فرمانے کی وجہ سے کہ جو شخص کسی کاہن کے پاس آئے اور اس کی کہی ہوئی بات کو سچ جانے تو اس نے اس کتاب کا انکار کیا جو اللہ نے محمد پر نازل کی۔ اور کاہن وہ شخص

ہے. جو مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں خبر دے. اور اسرار کی معرفت اور غیب سے آگاہ ہونے کا مدعی ہو. اور عرب میں کچھ کاہن تھے جو امورِ غیبیہ کی معرفت کے مدعی تھے ان میں سے بعض یہ دعویٰ کرتے تھے کہ اس کے پاس دکھائی دینے والے اور ساتھ رہنے والے جن ہیں جو اس کو خبریں پہنچاتے ہیں اور بعض یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اپنی خدا داد ذہانت کے ذریعہ امورِ غیبیہ کا ادراک کر لیتا ہے اور نجومی جب آئندہ کے واقعات جاننے کا دعویٰ کرے تو وہ مثل کاہن کے ہے. بہرحال غیب کا علم ایسی چیز ہے جس میں اللہ تعالیٰ منفرد ہیں. بندوں کے لئے اس کی طرف کوئی سبیل نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے یا معجزہ یا کرامت کے طور پر الہام کرنے سے. یا ان چیزوں میں علامات سے استدلال کی طرف رہنمائی کر کے جن میں ایسا ممکن ہے. اسی وجہ سے فتوی میں مذکور ہے کہ چاند کا ہالہ دیکھنے کے وقت کہنے والے کا علم غیب کا مدعی بن کر یہ کہنا کہ بارش ہوگی. نہ کہ بارش کی علامت کی وجہ سے، یہ کفر ہے

تشریح غیب سے مراد وہ چیز ہے جس کا ادراک نہ تو حواس سے ہو سکتا ہے نہ اس کا علم ضروری ہے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے کہ استدلال کے ذریعہ حاصل ہو سکے. قرآن نے غیر اللہ سے اسی غیب کے علم کی نفی کی ہے اور جس چیز کا ادراک کسی حاسہ کے ذریعہ یا دلیل کے ذریعہ ہو سکتا ہے یا اس کا علم ضروری ہے وہ غیب کے قبیل سے نہیں ہے. نہ اس کے علم کا دعویٰ کفر ہے اور نہ اس کے مدعی کی تصدیق کفر ہے

قولہ: رئیاً. یہ لفظ فعیل کے وزن پر اسم مفعول مرئی کے معنی میں ہے. مراد ساتھ رہنے والا جن جو دکھائی دیتا ہو.

والمعدوم لیس بشیءٍ اِن اُرید بالشیء الثابتُ المتحقق علیٰ ما ذھب الیہ المحققون من ان الشیئیۃ تساوق الوجودَ والثبوتَ والعدمُ یرادف النفیَ فھٰذا حکم ضروری، لم ینازع فیہ الا المعتزلۃ القائلون بان المعدوم الممکن ثابت فی الخارج، وان ارید ان المعدوم لا یسمّٰی شیئاً، فھو بحث لغوی مبنی علی تفسیر الشیء بانہ الموجود او المعدوم او ما یصحّ ان یعلم ویخبر عنہ فالمرجع الی النقل وتتبّع موارد الاستعمال.

ترجمہ اور معدوم شی نہیں ہے اگر شی سے مراد ثابت ہے اور متحقق ہے جیسا کہ محققین کا مذہب ہے کہ شیئیت وجود اور ثبوت کا مرادف ہے اور عدم نفی کا مرادف ہے. تب تو یہ حکم ضروری ہے. اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے. سوائے معتزلہ کے جو اس بات کے قائل ہیں کہ